به عون معین مطلق و توفیق خدای حق

این کتاب مستطاب مسمّی به خلافت مصنفهٔ حکیم دقیق النظر عمیق الفکر
عالم تواریخ و سیر جان ڈونپورٹ صاحب بہادر که ترجمهٔ آن جناب
ممدوح اکابر انام موہبت فرمای خاص و عام وحید العصر مولوی محمد حیدر رضا صاحب
عام فهم بزبان اُردو از کمال غور و توجه از کتم عدم بمنصّهٔ ظهور آوردند

نام تاریخی

جزو مظاہر الحق

۱۳۰۱ھ

حسب ارشاد فیض بنیاد عالی شان جلالت نشان منبع الخلق والاحسان معدن
الکرم والامتنان عالی همت آسمان رفعت آفتاب طلعت برگزیده بارگاه حضرت
رب المشرقین جناب راجه سید غضنفر حسین صاحب ضاعف جلاله و دام الله اقباله
بمقام لکھنو محله فراشخانه وزیر گنج بتاریخ بست و نهم ماه ربیع الثانی سنه ۱۳۰۱ هجری

در مطبع اثنا عشری بحسن اهتمام بنده سید عابد علی طبع شد

تقریظ

چکیدہ خامہ بلاغت نظامہ جناب بحر علام بحر طمطام مروج دین مبین اسلام نائب اہل بیت علیہم السلام الفقیہ الباذل والعالم الکامل فخر المتکلمین عمدۃ المجتہدین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان افضل الفقہا تاج العلما بحر العلوم جناب مولانا ومقتدانا سید علی محمد صاحب قبلہ وکعبہ مد ظلہ العالے

باسمہ سبحانہ

تاریخ فاضل معاصر حکیم متبحر علامہ جان ڈونیپورٹ صاحب بہادر دام توفیقہ جیسے اونہون نے تاریخ بعض ائمۂ دین وحجج معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بالخصوص تاریخ حضرت سید الوصیین امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ مین تحریر فرمائی ہے اوسکا یہ ترجمہ شریف ہے اور اسی وحید عصر فرید دہر فرد زمانہ دُریگانہ عالی جناب معلی القاب حشمت مآب عظمت ایاب گردون قباب ہلال رکاب ذوالریاستین شاہزادہ علامہ سرکار فیض مدار شاہزادہ جہان قدر میرزا محمد واحد علی بہادر دام اقبالہ وزاد اجلالہ واید الحق بہ الحق واہلہ بحق الحق واہلہ نے نوک ریز قلم ہدایت رقم کرایا ہمچ مطالعہ ہیچمدان مین آیا واقعی یہ ترجمہ نہایت خوب ہے بغایت پاکیزہ اسلوب ہے

وفی کل سطر منہ عقد من الدرر	ففی کل لفظ منہ روض من المنے

حق سبحانہ و تعالےٰ سب مومنین اور شیعیان آلِ طٰہٰ و یٰسین کو اس سے مستفید و مستفیض کرے اور ثواب عظیم اسکا عائد حال فرخندہ فال حضرت شاہزادہ زاد اللہ بسطۃ فی العلم و الجسم فرمائے اور ہر چند کہ اصل تاریخ مزبور متضمن اکثر مضامین حق پر ہے لیکن ازبسکہ حکیم مذکور چیرہ دست حکمت فلسفہ مین ہین اور مبانی مین اوسکے اور مبانی شرع حنیف مین بونِ بین ہے اور حکمت اخلاق پر صاحب موصوف کو توجہ کمتر ہے حالانکہ وہ مثل مرادف اسلام ہے اسوجہ سے بعض تعریضین اون کی بعض ائمہ معصومین پر بمراحل دور انصاف اور عقل سے واقع ہوئے ہین بالخصوص جو تعرض اونہین سفر کربلا وغیرہ پر ہوا کہ وہ عاقلانہ مشورہ کے خلاف ہوا حالانکہ نظیر اوسکی حکمت کی پیشواؤن کے حال مین بھی موجود ہے معلوم نہین کہ حکیم سقراط کی موت کو بھی وہ عاقلانہ مشورہ کے خلاف فرمائین گے یا نہین ۔ بر تقدیر ثانی یہ تحکم ہے اور بر تقدیر اول جان حکمت پر ستم توڑنا ہے پس صاحب ممدوح کو پہلے اس تنقیح پر توجہ ضرور تھی کہ عتاب حضرت ۔ یزید پر نو قسمون مین سے اخلاقی قوتون کے اقسام کی کون قسم تھی اور عناد یزید اون سے کس قسم کا تھا ۔ اور سفر کربلا کس قسم مین داخل تھا اور موت حضرت عقلی تھی یا نہین اور موت عقلی حیات غیر عقلی سے بہتر ہے یا نہین ۔ اور علیٰ ہذا القیاس پھر سب پر طرہ یہ ہے کہ وہ

اس تاریخ مین تسلیم کرتے ہین حضرت کی سخاوت و صبر و شجاعت حالانکہ حکماء اخلاق نے حکمت و شجاعت مین تلازم طرفین سے ثابت کیا ہے۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت شجاع ہون اور حکیم نہون اذ کل حکیم شجاع و کل شجاع حکیم۔ پس اجنبیت صاحب ممدوح کی حکمت اخلاق سے اور اوسکے مصطلحات سے اظہر من الشمس الدائر اور ابہر من الامس الدابر ہے اور جو شائق تنقید کا حقائق اشیائکے ہوا وسے مطالعہ ترجمہ زیارت ناحیہ اور اوسکے منہیات کا چاہیئے کہ وہ تفصیل پران اجمالون کے مطلع ہو کے قدرت خدا کا تماشا دیکھے وہو یحقق الحق ویدمغ الباطل وہو الموفق والمعین وعلیہ یتوکل وبہ نستعین حررہ بمیاہ الوازرۃ الداثرۃ خادم الشریعۃ الطیبۃ الطاہرۃ

علی محمد بن سلطان العلماء اوتی کتابہ بیمینہ فی الآخرۃ

تقریظ دل پذیر بے مثل و لا نظیر

کہ از نوک قلم بلاغت رقم فضائل مآب فواضل ایاب عمدۃ الانجاب قدوۃ الاطیاب جناب مولوی سید محمد صالح بن العلم العلامہ والفرد الفہامہ العالم الربانی والنور الشعشعانی عمدۃ العلماء الاعلام فقیہ اہل بیت علیہم السلام آیۃ اللہ فی العالمین وحجتہ علی الجاحدین المولی الکونین نخل المصطفین جناب مولانا السید اصغر حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ وجعل الجنۃ دار قیامہ بر صفحہ قرطاس محرر گشتہ

بسمہ سبحانہ

نحمد اللہ الرحمان الرحیم علی احسانہ الجسیم وکرمہ العمیم ونشکرہ علی ما انعم علینا بمنہ العظیم وجعلنا علی ملتہ خلیلہ الجلیل ابراہیم ونصلی علی نبیہ النبیہ الکریم وعترتہ حجج دین اللہ القویم سیما ابن عمہ ووصیہ الذی حبہ صراط اللہ المستقیم اما بعد یہ رسالہ شریفہ وعجالہ منیفہ مسماۃ بہ جزو مظاہر الحق کتاب مستطاب مسمی بہ خلافت مصنفہ حکیم دقیق النظر عمیق الفکر عالم تواریخ وسیر جان ڈونپورٹ صاحب بہادر ہداہ اللہ تعالی سواء الطریق ورواہ من رحیق التحقیق کا ترجمہ ہے۔ جسے عالی جناب معلی القاب حشمت مآب عظمت آیاب متکی اریکہ جاہ وجلال متوسد وسادہ ابہت واجلال حاتم زمان سکندر دوران صاحب عالم وعالمیان سرکار جناب شاہزادہ جہان قدر مرزا محمد واحد علی بہادر ادام اللہ اقبالہ وضاعف قدرہ واجلالہ نے واسطے فائدہ سائر مومنین وموالیان ائمہ طاہرین کے زبان انگریزی سے اردو میں تحریر کرایا۔ اور حقیقت امامت جناب امام المتقین وصی خاتم النبیین سید المرسلین نفس رسول رب العالمین امیر المومنین مطلوب کل طالب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام۔ بالتصل للیالی والایام کو کتب تواریخ عامہ سے ثابت کیا حق یہ ہے کہ عالی حضرت شاہزادہ صاحب بہادر کا یہ احسان

عام سب پر ہے لیکن زبان انگریزی سے کنا واقفون کو تو گویا نہر گوشہ ہے - خداوند
عالم مالک لوح و قلم شیعیان امیر المومنین کو اس سے فیضیاب کرے اور اپنے فضل
و کرم سے سرکار فیض مدار جناب ممدوح کو شاد کام و بامراد رکھے مصرعہ این دعا
از من و از جملہ جہان آمین باد ۔ حررہ بقلمہ ولفظہ بفمہ اذل الخلیقہ بل لا شئے
فی الحقیقہ السید محمد صالح بن العالم المشتہر فی المشرقین والمغربین البری عن کل
وین و شین جناب المولوی سید اصغر حسین طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ یوم
الاربع لستۃ خلوان من شہر جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۴ من ہجرۃ سید الوری علیہ التحیۃ والثنا

قطعہ تاریخ چکیدہ خامہ بلاغت نظامہ شاعر بعدیل رئیس جلیل عالیشان جلالت نشان الامیر
ابن الامیر جناب مستطاب نواب سید محمد حسین خان صاحب نصفا المشتہر بہ جج صاحب متخلص بہ ہجری دام اقبالہ وفضلہ

قطعہ تاریخ

جم جاہ فریدون فر جہان قدر	شہزادہ آفتاب صولت
ہین ذرہ نواز و بندہ پرور	لکھوائے کتاب مہر طلعت
کس حسن سے ترجمہ کرایا	کیا شستہ و رفتہ ہے عبارت
ہو سکتے نہین بیان اوصاف	تحریر ہے معدن فصاحت
اسے ہجری کلک درفشان نے	کھینچے تصویر خوب صورت ۱۳۰۴ھ

قبل ازین حسب ارشاد فیض بنیاد عالی جناب معلی عین القاب عظمت ایاب حاتم
زمان سکندر دوران صاحب عالم و عالمیان سرکار فیض آثار جناب شاہزادہ
میرزا جہان قدر محمد واجد علی صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ نے
واسطے فائدہ سائر مومنین و موالیان ائمہ طاہرین کے زبان انگریزی سے
اردو مین تحریر کرایا اور حقیقت امامت حضرت امیر المومنین صلوات اللہ
و سلامہ علیہ کو کتب تواریخ عامہ سے کرایا اور حسب فرمایش عالی جناب
شاہزادہ ممدوح کے والاشان جلالت نشان رفیع المکان ملاذ و ماوای
رئیس زمان منبع الجود و الاحسان عالی جناب نواب سید محمد مہدی حسن خان
المعروف جناب سید بادشاہ نواب صاحب فی مطبع صبح صادق شہر عظیم آباد مین چھپوایا
فی الحال حسب اجازت عالیجناب شاہزادہ ممدوح کے بندہ کمترین دعاگوے مومنین
سید عابد علی مالک مطبع و مہتمم اخبار امامیہ نے اپنے مطبع مین حلیہ طبع سے آراستہ کیا فقط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	حاشیہ ۳	خلافت	وہ خلافت	۹	۱۳	جو	جو کوئی
ایضاً	۹	کے	کے مین	۱۳	۱۵	بو	ابو
۳۴	۷	اور	اوتار	۱۴	۶	فوذیش	فوذریش
۴۴	۱۰	مسلمانون	مسلمان	۱۵	۱۰	قبول کو	کو قبول
۵۰	۲	اپی	اپنی	۲۴	۱	اگرچہ	اگرچہ
۴۴	۱۵	کے	سے				

قبل ازین حسب ارشاد فیض بنیاد عالی جناب معلی عن القاب عظمت ایاب حاتم زمان سکندر دوران صاحب عالم و عالمیان سرکار فیض آثار جناب شاہزادہ میرزا جہان قدر محمد واجد علی صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ نے واسطے فائدہ سائر مومنین و موالیان ائمہ طاہرین کے زبان انگریزی سے اردو مین تحریر کرایا اور حقیقت امامت حضرت امیر المومنین صلوات اللہ و سلامہ علیہ کو کتب تواریخ عامہ سے کرایا اور حسب فرمایش عالی جناب شاہزادہ ممدوح کے والاشان جلالت نشان رفیع المکان عالی دودمان رئیس زمان منبع الجود والاحسان عالی جناب نواب سید محمد مہدی حسن خان المعروف جناب سید بادشاہ نواب صاحب فی مطبع صبح صادق شہر عظیم آباد مین چھپوایا تھا فی الحال حسب اجازت عالیجناب شاہزادہ ممدوح کے بندہ کمترین دعاگوے مومنین سید عابد علی مالک مطبع و مہتمم اخبار امامیہ نے اپنے مطبع مین حلیہ طبع سے آراستہ کیا فقط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	حاشیہ ٣	خلافت	وہ خلافت	٩	١٢	جو	جو کوئی
ایضاً	٩	کے	کرین	١٣	١٥	بو	ابو
٣١	٧	اور	اوتار	١٤	٦	خودیش	خودریش
٣٤	١٠	مسلمانون	مسلمان	١٥	١٠	قبول کو	کو قبول
٢٠	٢	اپی	اپنی	٢٤	١	اکرچہ	اگرچہ

بعون صنع مکین و مکان و فضل خالق زمین و زمان

درین ہنگام فرخی فرجام بفضل حضرت معین مطلق الموسوم

جزو مظاہر الحق

نام تاریخی
سنہ ۱۳۰۴ ہجری

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج بتاریخ بست و دوم ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۴

در مطبع حسینی اثنا عشری بحسن اہتمام سید عابد علی طبع شد

دیباچہ مصنف

یہ تحریر بایما اکثر ناظرین کتاب مسمّی ان اپولوجی فور محمدؐ اینڈ قرآن (مترجمہ بہ مظاہر الحق) کے جنکی راے ہوئی کہ مختصر ذکر خلافۃ اوس کتاب مین مستحسن تتمہ ہوتا قلمی ہوے۔

دستخط

جی ڈی یعنے جان ڈوینپورٹ۔ اسموں سے مصنفین کتب کے جنکی طرف واسطے سند کے اس تحریر مین رجوع کرنا ہوا اطلاع دیجاتی ہے

ابو الفدا۔ ترجمہ لنسک مطبوعہ ۱۷۶۶ء۔ ابو الفرج۔ تاریخ مختصر خاندان ہاے شاہی۔ دلو دو دیوس تاریخ مستقدمین۔ ڈونو۔ تاریخ ہندوستان۔ مجموعات مختلف فرانسیسی و انگریزی۔ گبین۔ الخطا لدور۔ ڈی ملبٹ کتب سر قیفشہ۔ چارلس ملس۔ تاریخ اسلام۔ سیمور۔ تذکرہ مارا کسی۔ میان قرآن۔ واشنگٹن ایروینگ۔ سیرۃ محمدؐ اوکلی۔ تاریخ اعراب۔ پوسن۔ خطوط بہ لٹرادس۔ ٹیلرس تاریخ محمدؐ۔ دولٹائیر رسائل اخلاق و مذاہب اقوام۔
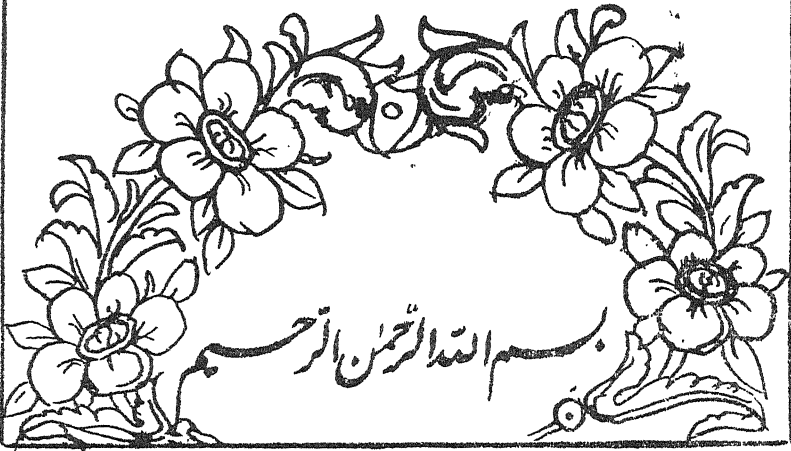
بسم اللہ الرحمن الرحیم

خرابیان جو الوالعزمی کے جھگڑون سے جاری ہوتی ہین وہ اکثر جس زمانہ مین
اور جس ملک مین واقع ہوئی ہین وہان وہ محدود رہے ہین مگر جو خرابیان
اختلافات مذہبی یا تعصب دینی سے کہ یہ سب خصومتون سے زیادہ
نا اصلاح پذیری پیدا ہوتی ہین وہ ایسی نہین ہوتی ہین ۔ تصدیق پر اس امر کے
حال خلافت ایسی گواہی دیتا ہی کہ اوس مین کسیکو جاے بحث نہین رہتی
اسطرح جیسا کہ جو بخت عداوت انحضرت کی وفات سے ان دو بڑے فرقون مین

جو بنام سُنّی و شیعہ مشہور ہین پیدا ہوے وہ ہر قرن ہین بعد ہجرت تازہ
ہوتی رہی ہو بلکہ ابتک اگرچہ کسیقدر گھٹ گئے ہو درمیان عثمانیون اور فارسیون
چلی آتی ہو **فصل** اگر آنحضرت کے رفقاء و اصحاب کے دلون ہین اوس طرح کی
عداوت و رقابت ہوتی جس ہین کہ سکندر اعظم کے جانشین مبتلا تھے تو پھر کبھی
اُنکی سلطنت بحر اقیانوس سے دریاے گنگ تک نہ پہونچی ہوتی بلکہ ہو سکتا
تہا کہ اتحاد دین درمیان عرب کے صحراؤن کے غائب ہو جاتا مگر تفضل خدا نے
ایک حصہ آنحضرت کے جوش دل کا اونکے شاگردون پر القا فرمایا جس سے
دلون کو اونکے قوت ہوئی اور قرآن کے رواج دینے کے شوق نے
اونکی ہمتون کو ایسا بلند کیا کہ اونہون نے اپنے نفع شخصی پر نظر نہین کی لیکن
بعد وفات آنحضرت نہ تلوار کی دہشت نہ خطبونکی تیز زبانی ایسا اتفاق
مذہبی جیسا کہ بکمال خواہش چاہتے تھے ثابت و قایم نہ کر سکے یا اگرچہ کہ مگر
اسکے فرقے اہل اسلام کے اتنے متعدد ہوے جتنے کہ نصاریٰ کے فرقہ ہین
حالانکہ تعدد فرق سے خود نصرانیت پر حرف آتا ہو لیکن اس بات مین دونون
مذہب برابر ہوے کہ ملاحظہ سے اونکے احوال کے ایک عجم افزا نظیر
انسان کی ضعف عقل کے اور نخوت و غرور کے مشاہدہ ہوتے ہین

فصل ۲ تفصیلی حال اتنے فرقون کا اور اونکے متناقض طریقون کا کئی
جلدون مین لکھا جا سکتا ہے مگر جیسا کہ علی العموم یہودیون اور نصرانیون کے
دو عام فرقے فریقین وصدوقیین یہودیون مین اور کتھولک و پروٹسٹانٹ
نصرانیون مین سمجھے جاتے ہین ویسا ہی سنی اور شیعہ کے عام معنے لینا چاہیے
اب نتیجہ اس افتراق کا صرف انواع واقسام کے اختلافات فروع ورسوم
دین مین نہین بلکہ ایک نہایت نا اصلاح پذیر جنگ وجدال بھی ہے جس مین معلوم
ہوتا ہے کہ نہایت خونریزی ہوئی **فصل ۳** ان دو فرقون مین سے ایک
یعنے سنی نے ابوبکر کو رسول کے اونکا جانشین مانا اور دوسرے فرقہ نے
علی چچازاد بھائی اور داماد آنحضرت سے جیسا کہ مقتضاے مزید انصاف ور
حمیت دینی ہی تو لازم کہی باین نظر کہ آنحضرت ہمیشہ اون سے محبت و الفت علانیہ
رکہتے تہے اور جب ہر چند اونکو اپنا جانشین بہی ظاہر کیا تہا علی الخصوص و مقام غدیر
ایک جب آنحضرت نے اپنے گہر مین قبیلۂ ہاشمی کی ضیافت کی تہی اور
علی نے باوصف صغر سنی تو بین کفار اپنا ایمان لانا ظاہر کیا آنحضرت نے اپنے باہین
اوس جوان کے گلے مین ڈال کے چہاتی سے لگا کے باواز بلند کہا دیکہو

دراصل ۱ ... مستقیم ... بادنی ... کو کیا ... ۱۲

میرے بھائی میرے وصی میرے خلیفہ کو) اور دوسرے جب آنحضرت نے ایک برس قبل اپنے انتقال کے خطبہ پڑہا تھا بحکم خدا جسکو جبرئیل آنحضرت کے پاس لائے تھے اور یون کہا تھا کہ آپ پر اے پیغمبر صلوات و رحمت خدا سے مین لایا ہون مع اوسکے حکم کے آپکے پیروون کے نام جسکو آپ اون سے کہنے نے تاخیر کے اور نے خوف کے شریر آدمیون سے اسواسطے کہ وہ خداوند توانا ہی اور بچاویگا آپکو کہ اوس کے بندہ ہین فصل ۳ بموجب اس حکم کے آنحضرت نے انس سے کہا کہ لوگون کو جمع کرے جس مین آنحضرت کے پیرو اور یہودی اور نصرانی اور مختلف رہنے والے وہان کے بھی حاضر ہوئین - یہ جمعیت ایک گاؤن پاس ہوئی جس کا نام خم غدیر ہی نواحی مین شہر جحفہ کے جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہی پہلے یہ مقام کل موانع سے صاف ہو رہا تھا دسوین اپریل ۶۳۱ء مین آنحضرت ایک بلند منبر پر گئے جو وہان اون کے لئے نصب کیا گیا تھا اور جبکہ ہزارون حضار نہایت توجہ سے سنتے تھے ایک خطبہ حضرت نے بڑی شان و شوکت و فصاحت و بلاغت سے پڑہا - مگر ہمکو افسوس ہی کہ یہ کتاب سوائے خلاصہ مذکور الذیل کے گنجائش خطبہ کے نہین رکھتی ہی حضرت نے خطبہ یون شروع کیا تھا حمد و ثنا اوس یکتا خدا کو ہی جس کو کوئی دیکھ

نہین سکتا اوس کا علم گذشتہ و حال و آیندہ پر شامل ہی اور اوسکو نہایت
پوشیدہ اسرار آدمیون کے دل کے معلوم ہین اسواسطے کہ اوس سے کوئی
باتبہر چہپ نہین سکتی اگرچہ وہ بقیاس بعید ہی تاہم ہمسے قریب ہی۔ یہ ہی وہ ہی
کہ جسنے آسمان و زمین کو اور جو کچہہ اس مین شامل ہی پیدا کیا وہی ایک غیرفانی ہی
اور جو کچہہ کہ ہی اوسکی قدرت و اختیار کے تابع ہی۔ مگر اوسکی رحمت اور فضل
سب کو شامل ہی جو کچہہ اوس سے سرزد ہوتا ہی اوس مین مصلحت ہی عقاب مین
تاخیر کرتا ہی اور سزا دینا بہی اوس کا خالی از رحمت نہین ہی۔ سر اوسکی ذات کا
ممکنات کو مجہول ہی اور ہمیشہ مجہول رہیگا۔ اوسکی حکم سے آفتاب و ماہتاب
اور باقی اجرام سماوی اپنی راہ پر جو اوس نے مقرر کر دی ہین چلتے ہین جو
کچہہ وہ چاہتا ہی چاہے آسمان پر ہو چاہے زمین مین وہ ضرور ہی ہوتا ہے
زندہ سے یہ جان لیسکتا ہی اور مردہ مین پہر روح داخل کر سکتا ہی وہی
خوشی و غم دونون دیتا ہی۔ اوسکے کان ان سب لوگونکے دعا کے طرف لگے
رہتے ہین۔ جو اوسکو بجہان یقین مانتے ہین اور صاف اور نادم دل سے
اوسکی طاعت کرتے ہین۔ اما بعد اسے لوگون مین صرف بندہ محکوم ہون
اور مجکو حق بتلانے کا حکم ہوا ہی اور مین اوسکے تعمیل مین سر نیاز بجہان خضوع

وادب جھکاتا ہون۔ تین دفعہ جبرئیل میرے روبرو ظاہر ہوے اور تینون
دفعہ اونہون نے مجکو حکم دیا کہ مین سب اپنے پیرون سے خواہ وہ گورے
ہون خواہ کالے یہ ظاہر کرون کہ علی میرے خلیفہ اور وصی اور امام ہین
اور میرے گوشت وخون ہین اور میرے ایسے ہین جیسے ہارون موسی کے
تھے اور بعد میری وفات کے وہ تمہارے ہادی ہون گے اور جب مین
اس دنیا سے رحلت کرون تو میرے پیرون کو اونکے فرمان برداری
ایسی کرنا چاہیے جیسی کہ میری فرمان برداری کرتے تھے جبکہ مین تم مین
تھا جسنے علی کی نافرمانی کی اوسنے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی۔
اے دوستو یہ خدا کے احکام ہین۔ علی نے مجسے سیکھے ہین سب وحیان
جو وقتاً فوقتاً مجکو آئی ہین جو اس حکم کو نمانے گا اللہ کی دائمی لعنت ضرور
اوسکے سر پر ہیگی جو علی کا حکم نہ بجالاوے گا خدا نے ہر ایک سورہ مین
قرآن کے علی کی تعریف کی ہے مین دوبارہ کہتا ہون کہ علی میرے چچا کے
بیٹے اور میرے گوشت وخون ہین اور خدا نے اوسکو نہایت نادر جوہر
عنایت کی ہین بعد علی کے اونکے بیٹے حسن وحسین اور اونکے جانشین ہونگے
فصل ۵ اس خطبہ کے تمام ہونے پر ابوبکر اور عمر اور عثمان اور سفہ

اور دوسرے لوگون نے علیؑ کے ہاتھہ چومے اور انکے جانشین آنحضرت مقرر ہونیکی مبارکباد دی اور اقرار کیا انکے تمام احکام کو سچے طور سے بجا لاوینگے

فصل ۶ سنہ ۱۱ھ مین صرف تین دن قبل اپنے انتقال کے آنحضرت نے پہر اپنے تابعین کو وقت رخصت ان الفاظ سے سمجہایا کہ ای میرے شاگردو آیا تم خوب یقین کرتے ہو کہ ایک ہی خدا ہی اور مین محمد اوس کا رسول ہون اور حقیقت مین بہشت اور دوزخ ہین اور موت اور بعد موت کے حشر حق ہی اور ایک وقت مقرر ہی کہ اوس وقت تمام انسان اپنے قبرون سے اوٹھہ کے داور قادر مطلق مین حاضر ہونگے ۔ ساری جماعت نے یکزبان جواب دیا کہ ہان ان سب چیزون کا خوب یقین رکہتے ہین اوس کے اوپر رسولؐ نے اونکو قسم ان عقیدونکی بہر دی تاکید اس بات پر دی کہ انکی آل سے زیادہ تر خاص کر کے ہمیشہ محبت رکہین اور اونکی عزت و توقیر کرین بڑے شد و مد سے یون کہا کہ جو مجہہ سے محبت رکہتا ہو وہ علیؑ کو اپنا دوست سمجہے اللہ تائید کرے اونکی جو دوستی رکہتے ہین علیؑ سے اور غضب کرے اون سب پر جو اوسکے دشمن ہین

فصل ۷ ایسے مکرر اور مصرح بیانات سے جو خود رسولؐ کے لبون سے نکلتے ہوئے تہے ایک وقت تک تو شک نے شبہ امر خلافت سے دور رہا مگر آخر شر

سبب ہوا یوں ہی ہوئی کہ بی بی عائشہ ابوبکر کی بیٹی آنحضرت کی زوجہ دوم نے

چپکے اپنی ساز و باز کر کے باپ کو پہلا خلیفہ لوگون سے مقرر کروا لیا **فصل ۸**

ملک الموت کے انتظار مین آنحضرت کا عائشہ کے حجرے مین جانا خواہ آنحضرت کے

حکم اور مرضی سے ہوا ہو خواہ بی بی کے ہوا ہو بہر صورت یہ بات بھی ایسی ہے کہ

خاص کر کے اونکے مفید مطلب تھی - اسواسطے کہ بس یہ یقینی ہے کہ آنحضرت کا

کہنا دربارہ جانشینی علیؑ کے کانون تک لوگون کے نہ پہونچنے پائی پس علی العموم

یہ سمجھا گیا کہ جیسے جناب رسولؐ نے بدون بیان کرنے اپنی آخری وصیت کی

دربارہ جانشینی کے انتقال کیا - اور اس ہی سبب سے یہ بات ہوئی کہ تین خلیفون نے

پیہم راج کیا قبل اسکے کہ علیؑ اپنے حق کو پہونچین - جسکے وہ اسقدر مستحق تھے

نہ صرف بلحاظ قرابت و زوجیت فاطمہؑ دختر رسولؐ کے بلکہ نیز بلحاظ اون بشمار

اور بڑے خدمتون کے جو اونہون نے مذہب اسلام کے کی **فصل ۹** توقع ہے

کہ شاید بی بی عائشہ کی اس کردار کے باعثون مین سے ایک خدمت فرزندی

ہو کہ اپنے باپ کے خلیفہ ہونے مین اعانت کی - مگر بیشک و شبہ نہایت قوی باعث

اسکا بغض کینہ دیرینہ علیؑ کے طرف سے تھا جسکا سبب یہ بات ہوئی - کہ آنحضرت نے

جب سنہ اول ہجرت مین قبیلہ مصطلق پر حملہ کا عزم کیا تو اپنی پیاری بی بی عائشہ کے

فراق کا تحمل نہ کر سکے اور وہ ساتھہ گئین - جب لشکر واپس آتا تھا اور رات کا
وقت تھا اور مدینہ قریب رہ گیا تھا تو بی بی عائشہ اپنے اونٹ پر سے راستے
مین اوتر پڑین اور واسطے رفع حاجت کے ایک طرف کو چلی گئین - مگر جب پلٹین
اور معلوم ہوا کہ ہیکل گر گئی جو بہت قیمتی اور ضرور کے سنگ سلیمانی کی بنی ہوئی
تھی تو اوسکو ڈہونڈہتے وہ جدہر آئی تہین اودہر کو پھر گئین اس عرصہ مین
اونکے خدمتگار سمجھے کہ وہ ضرور پھر عماری مین سوار ہو گئی ہونگی - عماری کو
پھر اونٹ پر رکھہ کر لے چلے جب بی بی عائشہ پھر راستہ پر آئین اور معلوم ہوا
کہ اونکا اونٹ چلا گیا تو وہ اس انتظار مین بیٹھین کہ جب تلاش ہوگی تو
کوئی اونکے لانے کو بھیجا جائیگا - اور تہوڑی دیر بعد سو گئین - صبحکو تڑکے
جب صفوان بن المعطّل جو استراحت کے لئے راہ مین پیچھے ٹھہر رہا تھا پاس سے
گذرا تو ایک شخص کو زمین پر سوتا ہوا دیکھکر اوسکے قریب آیا اور پہچان کے
کہ بی بی عائشہ سو رہی ہین بلا تامل دو بار آہستہ انا للہ و انا الیہ راجعون
پڑہ کے اونکو جگایا - بی بی عائشہ نے جاگ کے فوراً اپنے کو نقاب سے چھپا لیا
ور صفوان اپنے اونٹ پر اونکو بٹھا کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا اور دوپہر کو
لشکر مین پہونچ گیا - اوس وقت استراحت کے لئے مقام ہوا تھا

فصل ۶ ایک کمسن عورت کا یون ہاتھ مین ایک جوان بہادر سپاہی
کے درمیان ایک بڑے بیابان کے ہونا عربونکے دلون مین شک ڈالنے کے لئے
کافی تھا بدنامی کے قصہ اور چرچے پھیلنے لگے پہلے عبداللہ بن ابی سے جسنے بسبب
عداوت آنحضرت کے بڑہا کے کہنے مین اس راجہ سے کے کوئی کوتاہی نہین کی
اور خود آنحضرت اپنی طرف پریشان تھے کہ کیا راے اس بارہ مین کرین
پس علی کے مشورہ سے ایک پنچایت تحقیقات کے لیے مقرر کرنے پر راغب
ہوئے بناء بران بی بی عائشہ کو جوابدہی ابوبکر اور ام رومان کے سامنے
کرنا پڑی اور ان دو لنے آدمیون سے اونکو بالکل بے قصور ٹھہرایا جب
یہ بے قصور ٹھہرین تو تین شخص اتہام لگانے والون مین سے ہر ایک کو مطابق
حکم ۲۴ چوبیسوین سپارے قرآن کے چار چار کوڑے کی سزا ملی -
مگر عبداللہ بانی اس اتہام کا جو ایک بڑا با اقتدار شخص تھا سزا پانے سے
بچگیا - علی کی یہ راے بنا بی بی عائشہ کی تحقیقات کیجاے اسکو وہ کبھی
نہ بھولین اور کبھی درگذر نہ کیا اور ہمیشہ اونکو بدلے مین اسکے ستایا کین
اور ... انتقام لیا کہ مثل اوس کے کسینے نہ لیا ہوگا - سواے یونون کے
جو مشتری کے زن و خواہر تھی کہ انتقام اوسنے رائس سے لیا تھا

جو ایک بڑا عالی شخص تھا اور راوس کے قصّہ کو در جل شاعر لاطینی نے
ایک مثنوی مین منظوم کیا ہی - **فصل ۱۱** - ایک اور روایت جو ابوبکرؓ کے
فائز بمنصب خلافت ہونیکی ہی بموجب اوسکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب صحیح خبر
رسولؐ کی وفات کی اونکے عزیز اور دوستونکو پہونچی تو ہر دو فریق نے
مدینے اور مکّہ کے لوگون مین سے بڑی فصاحت اور قوّت تقریر سے اپنے
مستحق ہونے پر رسولؐ کے جانشین مقرر کرنیکی دلیل پیش کی مگر ابوبکر
نے ایک مکّہ کے رہنے والے کی راے کہ کار خلافت منقسم دو شخصون پر ہو
پسند کر کے یہ بیان کیا کہ عمر اور ابو عبیدہ کا اپنے آقاے مرحوم کا نائب
ہونا مناسب و مفید ہوتا مگر عمر نے اپنے عدم لیاقت ایسے امر خطیر و منصب
جلیل کی ظاہر کر کے خود درخواست کی کہ ابوبکر واسطے سرپرداری امور مفوضہ
کے تجویز کئے جائین اور اس درخواست کو سب نے یکدل ہو کے قبول کیا
فصل ۱۲ وقت اس انتخاب کے علی حاضر نہ تھے اور جب اوس کا حال انہون
نے سنا تو بہت مایوس و آزردہ ہوے کہ وہ بہت با موقع اور معقول
طور سے توقع رکھتے تھے کہ وہ خود لوگون کے پسند آتے - اس تزنیب پر
بوبکرؓ نے جلدی سے عمر کو فاطمہؓ کے گھر پر جہان علیؓ اور بعضے اونکے

دوست تھے باین حکم بھیجا کہ اونکو طلب کرین تا کہ وہ حاضر ہو کے بیعت
خلیفہ کی کرین اور اگر وہ اس امر سے انکار کرین تو اون سے بزور بیعت
لین - بموجب اس حکم کے عمر نے اوس گھر کو جا کے اپنے سرہنگون سے
گھیر لیا - اور ابوبکر کے منتخب ہونیکی خبر علیؑ سے کھکے دہمکی کی آواز و انداز سے
بیان کیا کہ میری (یعنے عمرؓ کی) رائے اور تحریک سے یہ بات باتفاق رائے
شورے مین قرار پائی ہے کہ اگر کوئی شخص خلافت بن بیٹھے تو وہ شخص مع کل
اون لوگون کے جنہون نے اعانت اور حمایت اوسکی کی ہو وہ سب سزا
اموات کی پاوین یہ کہہ کے عمر نے بیان کیا کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہوگی تو
وہ اوس گھر مین آگ لگا کے اوسکو اور جو لوگ اوس مین ہین اون سبکو
جلا کے وہ سزا جاری کرینگے پس فاطمہؑ بطور تشنیع کے بکمال غیظ و غضب سے
چلائین کہ اے ابن خطاب تو ایسے ظلم قبیح وحشیانہ کا ہرگز ہرگز مرتکب نہونا
عمر نے جواب دیا کہ مین ضرور ضرور کرونگا - اگر تم سب بیعت سے اوس
شورے کے انکار کروگی - اوس حالت مین علیؑ اور اونکے رفیقون کو
کوئی چارہ نرہا سوائے اس کے کہ اس حکم ناطق کے تعمیل کرین **فصل ۱۳**
عمر کو اس طرح کے جبر بلکہ نئے محاباکردار کا باعث بیشک یہ خیال ہوا کہ

ابو بکر چونکہ سن رسیدہ ہین کہ اونکا سن قریب قریب رسول ؐ کے سن کے تھا
تو وہ بعد رسول ؐ کی وفات کے غالباً بہت دن زندہ نہین رہتے انہون نے
امید کی کہ ٹہیک ترکیب سے وہ خود بعد ابو بکر کے خلیفہ ہو جا سکتے ہین۔
بشرطیکہ علی کو خارج کر سکین کہ وہ ہی ایک مد مقابل جنسے انکو کسیو جہہ سے
خوف کرنا پڑتا تہا فصل ۴۳ اجب ابو بکر کو یہ منصب جلیل حاصل ہوا
تو تمام شاہانہ خطابون کو حقیر جانکے صرف اپنے کو خلیفہ رسول ؐ کہلایا۔
عربون کو مائل پھر بت پرستی کیطرف بعد آنحضرت کی وفات کی پاکے
موافق اونکے مذاق کے کہ ایک قوم متکبر و خود ستا تھے اُنسے کہا کہ اے
تم مکہ کے رہنے والو کیا تم دنیا کے لوگون کو یہ دکہاؤگے کہ تمنے سب سے
اخیر دین اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے ترک کیا یہ تقریر اون کے
کارگر ہوئے۔ خالد نے اپنے کو دشمن مرتدون کا کہا اور ایک گروہ
چنے ہوے آتش مزاج لوگون کا جنکو ولولہ دین کا تہا ساتہ لیکے ان
پریشان قبائل صحرائی کو شکست دی اور خدا کے وحدانیت اور آنحضرت

اوس کو خطاب سیف اللہ کا دیا تہا ۱۲ [illegible]

رسالت کے عقیدے کیطرف انکو پھیرا یا فصل ۱۵ ایک قوی دشمن صوبہ
نجد مین ظاہر ہوا اور یہ مسیلمہ کذاب تھا جسنے بعد رسول کے انتقال کے
علم بغاوت برپا کیا تھا مگر خالد نے اگرچہ پہلی لڑائی مین ان باغیون کے
ہاتھ سے شکست کھائی تھی اور دوسری مین اونکو ہزیمت دی اور اس ہے
مین مسیلمہ بھی ایک کاری تیر کھا کے گرا یہ واقعہ سنہ ۱۲ھ کا ہے۔ بعد اس کے
اسی سنہ مین یہ سب واقعے ہوے کہ چڑہائی شام پر ہوئی۔ اور خالد نے
بصرہ کو لے لیا۔ اور دمشق فتح ہوا اس فتح کے خبر خلیفہ کو بستر مرگ پر پہنچی
اپنے وقت اخیر ابوبکر نے مرضی سے سب لوگونکی عمر کو اپنا جانشین
مقرر کیا انہون نے بسبب قلت اعتماد کے اس عہدہ سے انکار کرنا
چاہا مگر آخر کو جب ابوبکر نے اون سے کہا کہ اگرچہ تمکو عہدہ خلافت درکار
نہین ہے مگر عہدہ خلافت کو تمہاری درکار ہے قبول کیا فصل ۱۶ اگر سب سے
بڑہکر بڑی بات جس سے عہد دولت ابوبکر کا مختص ہوا وہ متعلق مذہب کے

ہوئی یعنے جمع و اصلاح کرنا سنت کا اسواسطے کہ بہت تالیف ثابت ہوا کہ
سن بعد سبب اور اصل وضع اوس علم ہی بہوت سے ہوئی جو نظر اوسکے
ضروری ہمیشہ اوسپر رہنا چاہئے - اور جبکہ تیس برس تک ایسی ملک گیری
اور لڑائی مین نام برآوردگی اہل اسلام کیا کئے کہ کسینے مثل اوسکے نہین
کیا وہی پہوٹ بنائے دولت اسلام مین چپکے چپکے رخنہ ڈالتے تھے اور
اوس سلطنت کے اسباب زوال جو کسی زمانہ مین نہایت قوی سے تھے
خفیہ طور سے جمع کرتے تھے یہ جو نہایت عجیب و غریب تالیف ہی اوسکے
مختصر توضیح کے لئے ہمکو اپنے سلسلہ تحریر سے عدول کرنا ضرور ہے

فصل ۷ اس سنت سے مراد یہ ہی کہ روایات کا مجموعہ ہو جو انحضرت سے
منقول ہین اور انحضرت کے اقوال و افعال کا اون مین بیان ہوا و
وہ مجموعہ ایسا ہو کہ اوسے تمام مسلمانون کو جو اپنے کو سچا دیندار سمجھتے ہین
ماننا چاہئین - یہ کتاب ایک قسم کا ضمیمہ قرآن کا ہی کہ چند چیزین جو اوسمین
نہین مذکور ہین اونکا خیال رکھنا اس مین بتایا گیا ہی اور مرادین اور
طرز مین یہ کتاب مطابق یہودیون کی کتاب مشنی کی ہی - فی الحقیقت لفظی
معنے کلمہ سنتہ کے عربی مین بعینہ وہ ہین جو مشنی کے ہین یعنے دوم اور یا معنے

اس کے مسائل زبانی ہین جیساکہ یہودی کہتے ہین۔ تابعین سننہ کو سنے
کہتے ہین۔ اور جیساکہ یہودیون مین ایک فرقہ مسمی قرئی ہی جو مشنی کو نہین
مانتے اسیطرح مسلمانون مین ایک فرقہ ہی جو نقلونکو سنت کی نہین ملتے
اسواسطیکہ بنا ان روایات کی غیر اجماعی کتاب پر ہی اور خود انہون نے
اپنے آبا و اجداد سے یہ روایات نہین اخذ کی ہین۔ سنی اپنے حریفون کو
طعن سے شیعی کہتے ہین اور لفظ شیعی لفظ شیعہ سے بنا ہی جو ٹہیک دلالت
کرتا ہی کہ وہ متبدل ناہنجار مرتد فرقہ ہی شیعی آپس مین اپنے کو عدلیتی کہتے
ہین اور وہ ماخوذ ہی عدلیہ سے جو نام اپنے فرقہ کا انہون نے رکہا ہی اور معنے
یہ ہین کہ یہ مذہب اون لوگونکا ہی جو تابع انصاف کے ہین اور راہ راست پہ
چلتے ہین **فصل ۱۸**۔ شیعی سنیونکو الزام دیتے ہین کہ سنی اپنے پیرونکے
مرغوبات کو ایسا سندی جانتے ہین جیساکہ قرآن کو اور ہمکو ایسا معلوم ہوتا
ہی کہ یہ اعتراض کرنا اونکا بالکل درست ہی اسواسطیکہ ان کتابون مین زیادہ
بنا حرف افواہ و نقل پر ہی پس اونکو نصرانیون کی اپوخریفا یعنے اناجیل مجہولہ
کے ہمپایہ سمجہنا چاہیے **فصل ۱۹**۔ وہ جو بڑے بڑے مناظرین دعوی
کرتے ہین کہ یہ چار نصرانیون کے کلام اللہ جوازہین متی۔ مرقس۔ ولوقا

ویوحنا۔کی لکھی ہوئی کہان بلکہ صرف روایتین ہین جو اونکے طرف منسوب کے گئین تاکہ زیادہ اس سے اونکا اعتبار واعتماد ہو کہ اگر منسوب اونکی طرف نہو تین تو اونکی ایسی سند نہوتی اگر یہ دعوی سچ ہو تو کیا بعید ہی کہ انہین بیباون کو دیکھہ کے مسلمانون کے دلون مین خیال شبہ کا اپنی سنت کے کتابون کے بارہ مین آیا **فصل ۲۰**۔اب تاکہ ناظرین کو ٹہیک معلوم ہو جاوے کہ روایت حقیقت مین کیا ہوتی ہی اور کہانتک اعتماد کرنے کے لائق ہی ہم تذکرہ مذکور الذیل اوس خط کا لکھتے ہین جس سے سب علماء بیبل خوب واقف ہین اور اوس کو پاپا الیو اول مخاطب باعظم نے فلوپانوس پاس دربارہ خلول بہیجا تھا۔جان موکس اپنی کتاب مسمی بمعنے مرتع الارواح مین ہمکو خبر دیتا ہی کہ اس سے ابٹ مساس نے اورنا اوس سے ابٹ لولوصبس نے اور اوس سے امرکدکن گرگری نے کہا کہ علماء روم پاس ایک نوشتہ روایت تھی کہ پاپا الیو اعظم نے جب اس خط کو تمام کیا تو اوسکو قبر پر رسول بطرس کے ڈالدیا اور اوس سے التجا کی کہ جو کچھہ اوس مین غلطیان یا نقص ہوا وسکی وہ اصلاح کردے پاپا نے مذکور قریب چالیس دن کے دعائین پڑہا کیا اور روزے رکہا کیا اور زمین پر پڑا رہا تب بطرس

واسطے ظاہر ہوا اور کہا کہ میں نے شہر کے صحیح کردیا ہی پس لوگوں نے اس خط کو قبر

سے اوٹھا لیا اور دیکھا کہ رسول خدا کہ رہے ہی بات کا پورا نکلا۔ یہ تو حال روایت

کا ہی۔ فصل ۱۲ سنت مرکب مین مجموعہ سے ہی جسکا سہہ یہ ہیں سنی خاص طور

پر احترام کرتے ہین۔ ان مین جماعت عبداللہ محمد بخاری بہت مشہور ہے دو سو برس

بعد آنحضرت کے وفات کے اس شیخ السنت نے سات ہزار دو سو صحیح

روایتین قریب لاکہ کا سنکو کے اور دو لاکہ وضعی روایتون سے منتخب کین

راوی ان روایتون کے وہ لوگ ہین جو ابتدائے اسلام مین ایمان لائے

تھے اور ان مین آنحضرت کا جیسا قائل از بلاغت نہ تھا چنانچہ اس

سکوت سے بڑی بڑی باتین معلوم ہوتی ہین۔ تالیف اس کتاب کے

مکہ مین ہوئی۔ ہر روز یہ جا کش و بندار سنت مقام ابراہیم کے پاس

نماز پڑہتا تھا اور وضو آب زمزم سے کرتا تھا۔ اور تعظیم رسول مین مستغرق

ہو کے اپنی کتاب کو وہ مدینہ لے گیا۔ اور وہان اسکو درست کر کے

اور باب باب جدا کر کے دونون جگہ روضہ پاک اور منبر پر آنحضرت کے

رکہا اور یہ کتاب عرصہ مین سولہ برس کے ختم ہوئی اور خطاب اسکو

صحیح کا ملا اور چارون متعدد فرقون سنیون کے اسکو قبول کیا

اور ہشیار شہر میں اسلی مسلمان مجتہدون نے لکھین ہے شیعون کے
اصل دین کا مسئلہ یہ ہی کہ قرآن چونکہ کلام خدا اور منزل من اللہ ہی بالکل
کافی ہی - اور وہ جڑ انتسا کہ حق ارثی باطل نہین ہوسکتا اس کو شیعہ
نے تردد برابر ثابت رکہتے ہین - اور اسی قاعدہ کے بموجب علی خلیفہ چہارم
کو بلا فصل وصی رسولؐ کا ہونا چاہیئے - پس وہ تین خلیفہ جو زمانہ مین اونسے
مقدم ہوے یعنے ابوبکر عمر عثمان - ناصب ٹھہرے برعکس اسکے سنی کہتے
ہین کہ مقرر کرنا رئیس ظاہری و باطنی کا صرف اختیار مین اون لوگون کے
ہی جنپر اس کا حکم جاری ہونیکو ہو پس سنیون کو کافر ولتوا و رشیعونکو
بدل اہل اسلام مین سمجہنا چاہیئے - فارس کے رہنے والے کہ شیعہ ہین
علی کو ولی اللہ کہتے ہین اور اونکا مرتبہ عظمت مین خود آنحضرت کے برابر
سمجہتے ہین اور ان لوگون کے کلمہ مین یہ کہا جاتا ہی کہ اللہ خدا ہی اور محمدؐ
رسول ہین اور علیؑ ولی اللہ ہین نذر و نیاز جو شیعہ یاد مین علی کی کرتے
ہین وہ فی الحقیقت قریب بت پرستی کے پہونچ جاتی ہی اور اس طرح کے
تعظیم علیؑ کی کرنا جو اونکے دلو مین آئے تو زیادہ تر باعث اوسکا یہ امر
عجیب ہوا کہ وہ عین خانہ کعبہ مین اپنی مان سے پیدا ہوے چنانچہ حسین

خاندان صفویہ کے پچھلے بادشاہون مین سے ایران کے اپنا نام بدترین
سگان علیؑ مصر مین کندہ کروایا تھا۔ آجکے زمانہ مین کل مسلمان بالاتفاق
ادن مصائب و آلام پر جو علیؑ کا حصہ ہوا رنج کرتے ہین۔ اور جو شدائد
اونہون نے سہے اوسپر اظہار ناراضی کا کرتے ہین۔ جب دفعہ اونکا نام
لیتے ہین نام کے ساتھ یہ دعا دیتے ہین کہ کرم اللہ وجہہ اللہ اوس کے
منہ کو روشن کرے۔ ایرانیون نے بھی اب کچھ اپنے تعصب مذہبی کو
کمی کی ہی۔ اور اون لوگون کو جنکو یہ اپنے گواہ برادران دینی سمجھتے
ہین کافر کہنا چھوڑ دیا ہی۔ اور اونکو مسلم سمجھتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ وہ لوگ
آنحضرت کے رسالت کے مقر ہین اور خدا کی پرستش کرتے ہین۔ مگر جو
اونہون نے حق مومن کہلانے کا کھو دیا ایسے لوگون مین شریک ہو کے
جنہون نے بیعت سے انکار کیا اور علیؑ سے اور رسول کی بیٹی اور اولاد سے
بظلم پیش آئے مگر سنی اپنی رائے اور سلوک مین شیعون کے ساتھہ ایسے
فیاض نہین ہین اور فقط دو چار نہایت لیاقت والے سنی عالمون مین سے
قائل اولاد علیؑ کے صحیح مسلمان ہونے کے ہین۔ لیکن دربلٹ کہتا ہی کہ
صحبت علیؑ بعد تمامی چالیس برس کے امویہ ہی نے موقوف کیا۔ حالانکہ

خیر الدین ہمکو خبر دیتا ہی کہ اوس کے زمانے مین تھوڑے سنّی لوگ ہر کیون
مین تھے جو ایسی گستاخی کرتے تھے کہ علیؑ کو کافر کہکے تذلیل کرین **فصل ۲**
یہ کہا گیا ہی اور ہم سمجھتے ہین کہ کچھہ سچے طور سے کہ جب مسلمان ہندوستان مین
بسے تو ان دونون مقابل کے فرقون نے کسیقدر اپنی اپنی مذہبی دشمنی مین
تخفیف کردی علیؑ کے فریق والون نے عمر کو لعنت کرنا موقوف کیا اور خلفائے
ثلاثہ کے جنبہ دارون نے بارہ امام پر تمسخر کرنا چھوڑ دیا۔ **فصل ۲۳**۔ بعد
اس ضروری حدول کے ہم احوال خلفائے اربعہ کیطرف رجوع کرتے ہین۔
فصل ۲۴۔ عمرؓ نے اپنے عہدہ جلیل پر فائز ہو کر خطاب امیر المومنین کا لیا
اور یہی خطاب اپنا سب خلفا نے رکھا جو بعد انکے ہوے۔ بگڑ خشگی یا کہ کچھہ سختی
جو انکی طبیعت کے خاصیت تھی نہ اسکے اوس زمانہ مین کام نہین چلسکتا تھا
کہ فتحین جو ایسے ہوئی ہین کہ سلف سے کبھی نہین ہوئین تو لڑائی بھڑائی مین
تعدی کرنا معاف معلوم ہوتا تھا۔ ایسی حالت مین بارہ ور رعایت انصاف
کرنے سے اونکے مصائب جنگ وجدل وکشورکشائی کی گھٹ جاتے تھے۔
اور اس بات کے اثبات کے لیے اون کے احوال مین یہ امر عجیب مذکور ذیل

[illegible] چار یار دون سنی [illegible] اور امام [illegible] حنفی مالکی شافعی حنبلی [illegible]

ثبت لقب ہوا ہو ازلی عادت یہ تھی کہ بیدلی رہتی تھی جس سے سرداروں کو اگر
وہ نہایت اعلیٰ رتبہ کے ہوں جب عمر تک کسی فعل شنیع کا پاتے تھے سزا دیتے
تھے اور اسی بات سے یہ مقولہ نکلا کہ عمر کا بید انتہا کے بہادر اور جنگجو سپاہی
کی تلوار سے زیادہ مہیب ہے۔ عمر کی سختی اجرائے احکام دین میں بالکل
منتہائے تعصب کو پہونچ گئی تھی۔ اٹھارہویں برس بعد رسول کے انتقال
کے عمر نے اپنے اہل وطن کے لئے ایک بات ایسی کی جو بہت ضرور اور نہایت
کام کی تھی کہ سب قابل یاد ماجروں کے ہجرت سے تاریخ دینے کے رسم جاری
کی اور یہ منضبط عام قاعدہ تحدید زمان کا مقرر کر کے بہت سے جدا جدا
قاعدے جو اس زمانے تک متداول تھے دفع کئے کہ ہر ایک قبیلہ چونکہ اپنے
کسی بڑے واقعہ جیسے قحط و وبا وغیرہ سے تاریخ لیتا تھا تو اس سبب سے سب
ملک کے تحدید زمان میں علی العموم ایسا خبط و غلط ہوتا تھا کہ کسی طرح سے
سلجھ نہیں سکتا تھا۔ **فصل ۲۵**۔ خلافت عمر کا زیادہ تر شہرہ محاصرہ کرنے
اور لے لینے یروشلیم سے اور فتح مصر و فارس سے ہوا۔ عمر جب قریب
مرگ پہونچے تو تردد ہوا کہ کسکو جانشین مقرر کریں ایک نئی ترکیب
نکالی جو تاخیر کے فائدہ کی دفع کے لئے حتی بہت مفید ہے اور انہوں نے

یہ حکم دیا کہ فوراً بعد انکی وفات کی ایک مجلس شورے کے چھہ شخصوں سے منعقد کیجاوے اور تین روز کی مہلت اونکو غور کرنیکی دیجاوے اس عرصہ کے بعد اگر وہ اتفاق راے نکریں کہ کون نیا خلیفہ ہو تو ان سب کو قتل کرنا چاہیئے - تھوڑے عرصہ کے بعد ان ارباب شورہ نے عثمان کو منتخب کیا - اور بموجب اسکے وہ مسند نشین خلافت اور تیسرے خلیفہ مسلم ہوے انکی خلافت جو ۶۴۴ء سے ۶۵۶ء تک رہی اوس مین یہ عربونکی سلطنت عجب طرحکی سرعت سے بڑہی کہ مشرق کے طرف فارس مین اور مغرب کے طرف سراسر جنوبی ساحل پر افریقہ کے قبوطہ تک پھیلے قسطنطنیہ کے بادشاہ سے نے تھوڑے دنون کے لئے مصر پر پھر قبضہ پایا مگر دوبارہ مسلمانون نے ندیان لہو کے بہاکے اوسکو چھین لیا - اسی عہد خلافت مین مسلمانونکا تسلط سیحون اور حدود دہنا تک ہوا

فصل ۲۶ - یہ بات عثمان کے لئے بدنصیبی کی تھی کہ کم ہمتگی اور زود طبع جس مین خلیفہ سابق مشہور تھے اوس مین یہ ناقص تھے اور یہ نقص نہایت ہی مضر ہوا اسواسطے کہ یہ اوصاف واسطے روکنے ترقی تن پروری و آوارگی کے نہایت نہایت درکار تھی - انکا حلیم الطبع اور نیک نہاد ہونا معین بد اطواری کا ہوا - او

امور ریاست کے سربراہی ہاتھون مین بدنیت اور خودغرض آدمیون کے سپرد ہوئی۔ اور اور پرانے رفیقون سے قطع نظر ہوئی اور وہ شکایت کرتے تھے کہ خلیفہ کے عزیزون اور ذاتی دوستون کے رکھنے کے لئے انکو برطرف کیا ہی۔ دوسری بات جو مسلمانون کو بری معلوم ہوئی وہ عثمان کا تکبر تھا کہ سب سے اونچے زینہ پر منبر کے بیٹھتے تھے۔ حالانکہ ابو بکر و عمر صرف پہلے یا دوسرے زینہ تک جاتے تھے۔ فصل ۲۷ - نتیجہ ایسی سب ناشہیدہ کردار کا جسکو ہم قصور نہین کہتے یہ ہوا کہ جیسے بیجا اطاعت مسلمان ابو بکر اور عمر کی کرتے تھے ویسی عثمان کے لئے باقی نہ رہی اور ہوتے ہوتے یہ کردار باعث اسکا ہوا کہ عرب حلقہ اطاعت سے خارج ہوکے جوار مدینہ مین جمع ہوکر کے دادخواہ ہوے خلیفہ نے اونکی سب دعاوی کو منظور کیا مگر بی بی عایشہ کا بغض و کینہ و ہوس ایسا نہ تھا کہ یون سہل طور سے فرو ہو جاتا۔ وہ چاہتی تھین کہ خود اپنے گروہ والون مین سے کسیکو زیب مسند خلافت کرین اور اس سبب سے ان باغیون کے بندشون کے در پردہ وہ معین ہوتی تہین حاکم مصر جسکو خلیفہ نے دباؤ مین آکے مقرر کیا تھا اوس کے قتل کا پروانہ خود خلیفہ کے ہاتھہ کا لکھا جعلی بنا گیا اور ترکیب سے اون لوگون کے ہاتھہ لگ

پہونچا یا گیا جو حاکم مصر کے طرف سے آتے تھے اور جیسی ہی اون لوگون نے
عثمان کی اس دغابازی کو لشکر سے کہا ویسی ہی یہ انتہا کے برافروختہ ہوکے
جھپٹے اور اونکو مارڈالا **فصل ۲۸** عثمان قرآن کی تلاوت کرتے تھے
زخمون سے چور ہوکر گرے اور خون اونکا اوس کتاب مقدس پر بہا اور
یہ قرآن آجتک خزانہ مین جامع دمشق کے محفوظ ہی **فصل ۲۹** عثمان نے
جانشین مقرر کرنا ارباب شورے مذکور سابق کی رائے پر چھوڑ دیا اور
وہنون نے باستثنا خود علی کے کہا کہ علی اپنے ہاتھہ مین حکومت لین مگر
اس شرط سے کہ موافق قرآن اور حدیث کے اور مشورے سے دو بڑے
ارباب شورے کے حکم دیا کرین لیکن عالی ہمت علی نے اپنا اس اخیر شرط کا
پابند ہونا بغیظ وغضب تمام نامنظور کیا اور خلافت قبول نہ کی جب تک یہہ
شرط موقوف نہ ہوئی۔ اسی ہنگامہ مین علی نے ایک اور نظیر اپنے
اوس بلند ہمتی اور استقلال کی دکھائی جس سے وہ ممتاز ہوئے ہین کہ
جب مصری لشکر نے جو اوس وقت پر مدینے مین تھا وعدہ انکو خلافت دلوانیکا
کیا تو ان اجنبی لوگون کے دخل دینے پر امر خلافت مین وہ ناراض ہوے
اور کہا کہ صرف قبول اہل شہر کا اس بارہ مین مسموع ہوسکتا ہی۔ علی نے

شروع مین اپنی حکومت کی سب حاکمون کو صوبون کے معزول کیا - ان صوبہ
دارون مین معاویہ بہی تہا بیٹا اوس ابو سفیان کا جو بہت زمانہ تک دشمن
آنحضرت کا رہا تھا یہ علیؑ کا پروانہ پاکے جیسا مقتضائے طبع ہی از حد غیظ و غضب
مین آیا - اور چونکہ عزیز قریب عثمان کا تہا تو عزم بالجزم کیا کہ اپنے کو منتقم اون کا
قرار دیوے اور اس ہی درمیان مین دعوی وراثت اور خلافت کا کرے
معاویہ سے عربستان کے اندر رفیق ہوئے اور اہل شام اوسکی طرف ہوے
اور بی بی عایشہ تو علیؑ کو الزام عثمان کے قتل کروانے کا لگا کے برسر میدان آئی
تہین بلکہ معظمہ مین یہ سرغنا اس سازش کے جتنی تہین وہان سے وہ ایک
لشکر بردار ہی طلحہ و زبیر لیکے نکلین - پہلے بصرہ اونکے قبضہ اختیار مین
آیا اور اس فتحیابی سے اونکو ہمت ہوئی کہ علیؑ سے بھی جاکے لڑین - نتیجہ اس
لڑائیکا اونکے لیئے مصیبت ہوئی طلحہ و زبیر دونون مارے گئے اور خود
اونٹ پر سوار - اسی سبب سے اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین - دلیرانہ اپنے
سپاہیون کو شجاعت سے لڑنے پر ترغیب دیتی ہوتین لیکن مین علیؑ کی
پڑین - پکا حکم دے رکھا گیا تھا کہ کوئی اونپر دست درازی نکرے مگر تہتا
اس کے یہ بھی مدنظر تہا کہ ہر طرحکی کوشش اونکی اسیر کرنیکے لیئے کیجاے

اون کے اونٹ پکڑنے کے قصد سے جو مہار پر ہاتھہ ڈالتا تو ستر آدمیونکے
ہاتھہ اس مین کاٹے گئے اور عماری پر اونکے اتنے تیر لگے کہ مثل ساہی کے
ہوگئی آخر کو جب ایک سپاہی نے اوس اونٹ کو پے کیا تو بیچارہ وہ جانور
زمین پر گرا اور عایشہ نے مجبور ہوکر اپنے کو حوالہ کیا۔ علی نے اپنے اسیر کو
نہایت احترام سے رکھا۔ پس اونکا حسن سلوک اونکے ساتھہ بلا قصد ایسا
ہوا جیسا کہ بادشاہ اُورلین نے زنوبیہ ملکہ پالمیرہ کے ساتھہ کیا تھا۔ اور
اونہون نے آنحضرت کی بیوہ کے لئے چالیس عورتین خدمت گذاری کو
مقرر کردین اور بہمراہی حشم و خادم ملکہ کو روانہ کیا۔ اور یہین اونہون نے
شہنہ ہجری مین انتقال کیا درحالیکہ اس بات پر سزا وار الزام دینے
کی نہین کہ علی کی عداوت مین اور نیز خواہش مین حاصل کرنے ایسے
اختیار کے جیسا کہ اونکو امور مذہبی مین تھا امور ملکات مین اونہون نے
ہزار ہا جانین گنوائین۔ مگر اس سے اونکے احترام مین پس مرگ تابعین
قرآن کے نزدیک کمی نہوئی بلکہ اونہون نے انکو خطاب نبیہ کا دیا ہے۔
روایات سے ہم کو انکی موت کا احوال بالکل برخلاف اوسکے جو ہم نے
اوپر لکھا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے یزید کی بیعت کی وعدہ سے ایسی

توہین کے ساتھہ انکار کیا کہ معاویہ نے جلکے انکو مروا ڈالا۔ اسنے اپنی عداوتکو پوشیدہ رکھہ کے اونکو ضیافت مین بلایا۔ اور پہلے سے دعوت کی دالان مین ایک گڈہا بطور کنوین کے کہدوا کے منہہ اوس کا پتلی کہپاچون سے بند کروا کے اوپر سے عمدہ قالین بچہوا دیا جسپر پہول اور پتیان جہٹکی ہوی تہین اور مسند لگے ہوے تہے۔ پس عائشہ جیسے ہی بیٹہین ویسی ہے سر کے بہل کرنے مین گر پڑین تہہ مین جس کے پتہر اور کوڑا بہرا ہوا تہا۔ **فصل ۳۰**۔ بعد شکست عائشہ کے پہلے علیؑ کو توجہ شام کے طرف کرنا پڑی۔ کہ وہان معاویہ نے نشان بغاوت کا کہولا تہا جانبین کی فوجین صفین مین مغربی کنارہ پر فرات کے قریب شہر رقہ کے۔ ان دونون لشکرون مین سے کسیکا بہی سالار اپنی فوج سے حملہ کرنے پر آمادہ نہ تہا۔ اور معاویہ مکار نے یہ حالت تردد کی دیکہہ کے علیؑ کے تابعین کے دلون کو ورغلاتا۔ اور کچہہ اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قرآن کو نیزون کی نوکون پر لگا کے دشمن کے صف کے طرف بڑہ بڑہ کے یون پکارین کہ یہ کتاب ہی جو درمیان ہمارے اور تمہارے فیصلہ کریگی یہ کلام اللہ جو ہی بعض مسلمانونکی خونریزی کو منع کرتا ہی یہ فریب چلگیا اور بڑے بڑے سپاہی جو کل سرلشکر

خلیفہ تھے اونہون نے ہتیار ڈالدیئے اور کہنے لگے کہ مخالف کتاب اللہ کے
نہ لڑینگے اور جو نصیب عثمان کو ہوا تہا اوسکی دہمکی علیؑ کو دے۔
آخر شس یہ نزاع پنچایت مین پیش ہوئی۔ اور دو شخص جنکی راے پر
فیصلہ قرار پایا تہا علیؑ کی معزولی پر متفق الراے ہوئے۔ حکم بلند منبر پر سے
جو پنچ مین درمیان دو لشکرون کے نصب تہا سنایا گیا۔ ایک پنچ
ابو موسی نے پہلے اپنی تجویز بیان کی کہ مین معاویہ اور علیؑ کو خلافت
پر سے یون اوتارتا ہون جیسے اس انگوٹھی کو اپنی اونگلی سے۔ بعد
اوس کے فی الفور دوسرا پنچ عمرو منبر پر چڑہا اور کہا کہ مین علیؑ کی معزول
کرنے مین ابو موسی کی موافقت کرتا ہون اور خلافت معاویہ کو دیتا
ہون۔ پس اس رئیس کو خلعت حکومت یون پہنائے دیتا ہون جیسے
اس انگوٹھی کو اپنی اونگلی مین۔ یہ علانیہ ابتدا ہوئی اختلاف مسلمین کی
جس سے ایسا کینہ اور ایک دوسرے کو خارج المذہب کہنا پیدا ہوا
جیسا کہ ترک اور ایران آجتک ایک دوسرے سے نفرت رکھتے
ہونے سے ظاہر ہی۔ فصل ۱۳۱ بمقتضائے طبع و نیز بوجہ وجیہ

[illegible]

علیؑ اور اونکے رفقا اس فیصلہ سے ناراض اور غضبناک ہوے۔ مگر اونکو
بمجبوری قبول کرنا اور کوفے مین چلے آنا پڑا۔ اور یہان بعد تھوڑے
عرصہ کے خارجیون نے ساتھہ علیؑ کا چھوڑ دیا۔ وہ لوگ موپا مارقین کہے
کہلاتے ہین کہ اونھون نے علیؑ کی رفاقت اسوجہ سے ترک کی دی کہ ایک
امر جو متعلق بدین خدا تھا اوسکو اونھون نے آدمیون کے فیصلہ پر رکھا
حالانکہ ایسے مقدمون کا فیصلہ کرنا فقط خدا ہی کا کام ہی۔ علیؑ کے سمجہانے
سے خوارج معقول نہوے اور مسلح آپس مین متفق ہوکے نہروان کو کہ
ایک قریہ قریب چار میل کے مغرب مین دجلہ سے ہی اپنا ماوا قرار دیا۔
علیؑ نے اونپر فوج کشی کی بعضون کو سمجہا کے مطیع کیا اور باقی کو لڑکے
قتل کرکے پہر سارے عربستان پر قابض ہوے مگر اس اثنا مین اونکا
حریف معاویہ شام اور فارس پر مسلط ہوا اور اوس کے نام سے
عمرو نے مصر کو لیلیا۔ شامیون نے بہی تاخت علیؑ کے ملکون مین کی اور
نہایت بے رحمی کے افعال کے مرتکب ہوے اور دور دور تاراج کیا
فصل ۳۳۲۔ قریب اسی زمانہ کے یہ بات ہوئی کہ تین کوفیون سے
اتفاقاً مکہ مین باہم ملاقات ہوئی اور اوس زمانہ کے لڑائے

جھگڑون مین لوگون پر جو مصائب و آلام گذرتے تھے اون کی شکایت باتفاق کرنے لگے اور یہ بات ٹھرائی کہ ان مصیبتون کے بانی علیؓ اور معاویہ اور عمروؓ کو قتل کرکے لوگونکی تکلیفون کو دفع کرین بموجب اس ارادہ کے ایک شخص ان فتنہ پردازون سے دمشق کو گیا اور معاویہ کو گھایل کیا مگر زخم کاری نہ لگا۔ دوسرا شخص مصر مین گیا اور ایک مسجد مین داخل ہوا جہان عمروؓ کے ملنے کی توقع تھی اور ایک آدمی کو اوس کے دھوکے مین مار ڈالا۔ تیسرا قاتل جس کا نام عبد الرحمان تھا بڑی کمبختی کے بات ہی کہ کامیاب ہوا کہ اوس نے کوفہ مین پہونچنے کے ساتھہ ہی دو اور شخص اپنے مشرب کو کچھہ دے کے علیؓ کا کام تمام کرانے مین اعانت کرنیکیلئے ٹھہرائے۔ عبد الرحمان نے خلیفہ کو در مسجد پہ پاکے پہلی ضرب اون پر لگائی اور اوس کے شریکون نے باقی کام قتل کا تمام کیا۔ ان زخمی خلیفہ نے اوسوقت بھی کہ فقط سانس کا شمار تھا اپنی اوس رحم دلی سے جو غالب خاصہ اونکی طبیعت کا اور لوگون کا دل لبھانیوالا تھا کام لیا۔ اور حسنؓ کو تاکید کی کہ اونکے قاتل کو ایک ہی ضرب مارین اور تکلیف اور اذیت جس کا لامحالہ سزاوار قرار دیا جاتا اوس سے اوس کو بچاوین فصل ۳۲

لکھتے ہین کہ علیؑ نے خنجر زہر آلود کہا کے زخمی ہونے کے پانچوین دن ۴۰ھ
ہجری مین وفات پائی اور سن اونکا باختلاف تاریخ ولادت ۵۷ یا ۵۸ یا
۶۳ برس کا ہوا - قبر اونکی پوشیدہ رہی جبتک کہ خلافت امویہ کا
استیصال نہین ہولیا - اور ۳۶۹ھ ہجری مین عضد الدولہ نے ایک عالیشان
مقبرہ بنوادیا جس کو قبۃ الانوار کہتے ہین - یہ مقبرہ جس کو بادشاہان
فارس پیہم بکمال زیب و زینت آراستہ کیا کئے اوس کو پیروان علیؑ ایک
چیز نہایت احترام کی سمجھتے ہین - اور ایک شہر بھی مسمی مشہد علیؑ اونکے
نام پر قریب خرابۂ کوفہ کے بسایا گیا - **فصل ۳۴** - علیؑ کے مرجانے پر
اونکے بڑے بیٹے حسنؑ خلیفہ و امام عراق مین ہوے مگر خلیفہ کا خطاب
بمجبوری معاویہ کو دیدینا پڑا - اور امام کا خطاب جو ایک باطنی منصب ہے
پیرو اون کے سمجھے کہ وہ اون سے جدا نہین ہوسکتا تھا معاویہ نے اونکے
لئے وظیفہ مقرر کردیا تھا اور اجازت بھی دی کہ بے کھٹکے گوشہ نشینی مین
بسر اوقات کرین نو برس بعد حسنؑ زہر سے مرگئے جس کو اونکی زوجہ

جعدہ نے باغوائے معاویہ دیا تھا اور خود معاویہ کی بھی موت تھوڑے عرصہ بعد ۶۷۹ء مین واقع ہوئی یزید اوس کا جانشین ہوا۔ اس شہزادے نے اپنی بدکاری اور تندمزاجی سے اپنی رعایا کو ستایا بلکہ علی العموم مسلمانون کو ایسا بیزار کیا کہ ابھی بہت زمانہ اوسکو دمشق مین خلیفہ ہوے نہین گذرا تھا کہ چپکے سے حسینؑ کے پاس مدینہ مین ایک اسم نویسی ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانونکی پہونچی کہ وہ انکو وہ رتبہ دینا چاہتے تھے جس کا استحقاق انکو بوراثت اِنکو اولاد رسولؐ ہونے سے حاصل تھا اور اس اسم نویسی کے ساتھ اظہار اوسکے شوق کا تھا کہ جیسے ہی انکو کنارے فرات کے دیکھین تلوارین انکی اعانت کے لئے کھینچین۔ برخلاف عاقلانہ مشورہ کے حسینؑ نے اس نیوتے کو قبول کیا اور مع چند اصحاب اور ایک گروہ عورتون اور بچون کے صحرانوردی کے جب قریب حدود عراق کے پہونچے تو اوس ملک کے رہنے والون کو کچھ رکھائی بلکہ دشمنی کرتے ہوے پاکے انکو ذعدعہ پیدا ہوا اور شبہ ہوا کہ انکے رفیق کے لوگ یا تو انسے پھر گئے یا ہلاک کر ڈالے گئے بدقسمتی سے منشا اونکے اندیشہ کا ٹھیک تہا۔ اور حسینؑ کو بشمول اونکے ہمراہیون کے میدان کربلا مین پانسو سوارون کے

رسالہ نے گھیر لیا۔ مگر اب بھی حسینؑ نکل کے پناہ اوس قلعہ مین صحرا کے لیسکتے تھے جسپر کبھی قابو اگلے زمانہ مین قیصران روم اور خسروان فارس کا نہ چلا۔ یا ہوسکتا تھا کہ وفاداری پر قبیلہ طے کی اعتماد کرتے کہ وہ بخوشی دس ہزار مُسلح سپاہیون سے حمایت رسولؐ کے نواسے کی کرتے لیکن بجائے اختیار کرنے کسیکی ان تدبیرون مین سے حسینؑ نے دشمن کے فوجکے حاکم سے درخواست گفتگو کی کی اور کہا کہ ان تین شرطون مین سے ایک کا اختیار انکو ملے (۱) یا تو انکو اجازت ملے کہ واپس مدینے کو چلے جائین (۲) یا اہل تغور مین بمقابلہ اتراک تعینات کردیئے جاوین (۳) یا صحیح و سالم یزید کے پاس بھیجدیئے جاتین۔ جواب مین اوسنے یہ کہا کہ یا اسیر و مجرم بنکے لشکر خلیفہ مین حاضر ہون یا اپنی بغاوت کے یاداشت کے منتظر رہین حسینؑ نے کہا کہ کیا تمہارا قصد مجکو موت سے ڈرانے کا ہے۔ ایک رات کی جو انکو مہلت سوچنے کی ملی تھی تو اس عرصہ قلیل مین وہ خوب غور و فکر کرکے اپنے مقسوم کی مصیبت اوٹھانے پر مستعد ہوگئے۔ اپنی بہن فاطمہ کو جو اس خاندانکی عنقریب ہونے والی تباہی پر زار زار روتے تھین گریہ و زاری سے منع کیا اور کہا ہمارا توکل اللہ تعالےٰ پر ہے

زندہ رہتی - میرے مان فاطمہ میرے باپ علیؑ میرے بہائی حسنؑ سب
مر گئے تباہی اوس تباہی پر جو واقع ہوچکی اور افسوس اوس باقی تباہی پر جو
ہونیوالی ہی - **فصل ۳۹** - حسینؑ نے جواب دیا اے پیاری بہن خدا پر
بہروسا کرو اور جانو کہ ہر شئے ہلاک ہوگی سوائے وجود اوس خدا کے
جسنے سب چیزونکو خلق کیا او رجو اپنی قدرت کاملہ سے ان سب کو اپنے
پاس اوپر راجع کریگا - میرے باپ علیؑ میرے بہائی حسنؑ مجہہ سے
بہتر تھے اور ہم سب کے تاسی کے لئے نظیر خود رسولخدا موجود ہی
فصل ۴۰ - حسینؑ پیدایشی افسردہ طبع محزون المزاج تھے گویا اپنے
مرگ بیگاہ کی انکو پہلے سے آگاہی تہی - اور مثل اپنے باپ کے دیندار
ہین قابل دید تھے - اور اہل سیر کہتے ہین کہ وہ ہر روز ہزار مرتبہ عبادت
حق تعالے کی کرتے تھے - ایک دفعہ اونہون نے اپنے باپ سے پوچہا
کہ آیا وہ انسے محبت رکہتے تھے - علیؑ نے جواب دیا کہ وہ انکو بکمال شفقت
چاہتے تھے - پہر اونہون نے پوچہا کہ خدا سے بہی آپ کو محبت ہی علیؑ نے
جواب دیا ہان اسپر حسینؑ نے کہا کہ سچی دو محبتین باہم ایک دل مین
نہین رہ سکتین ہین - اس کلام سے علیؑ ایسے متاثر ہوئے کہ آنسو ٹپک

پڑے حسینؑ نے اونکی تشفی کے لئے کہا کہ آیا آپ کو کافر بننا اچھا معلوم ہوتا ہی کہ میرا مرتے دیکھنا۔ علیؑ نے جواب دیا کہ مین اپنے پیارے بیٹے کو پہلے حوالہ موت کے کردون نہ کہ اپنا دین چھوڑ دون۔ تب پھر حسینؑ نے کہا کہ اس امتحان سے آپ کو معلوم ہو کہ آپکو میری محبت ایک الفت طبعی ہی اور آپ جو خدا سے محبت رکھتے ہین وہ سچی محبت ہی۔ اور آپکے اصل دل سے ہی **فصل ۴۱** - ایک عالیشان روضہ اوسی مقام پر تعمیر ہوا جہان کہ لاش حسینؑ کی دفن ہوئی تھی۔ اور اس مقام کا نام مشہد حسینؑ ہی۔ اور اس دن تک وہان زوار بہت جایا کرتے ہین **فصل ۴۲** - خلافت عامہ سے اگرچہ اولاد علیؑ خارج رہے مگر ہر روز زمانہ مین مسلمان اونکا احترام کیا کئے ہر ایک ملک مین مسلمانون کے یہ کبھی کبھی تخت نشین ہوے۔ اور ہر ایک عہدہ اور ہر ایک کام دنیا بادشاہ سے لیکے گدا تک کا اولاد رسولؐ سے ممتاز ہوا انکو عرب مین شریف یا سید اور شام و ترکستان مین امیر اور افریقہ و فارس و ہند مین سید کہتے ہین اور جب یہ امر خیال کیا جاتا ہی کہ موافق مسلمانون کی شرع کے اثنا اثبات دعوی سیادت کو کافی ہی کہ فلان فلان شخص کے باپ یا مان مین سے

کوئی خاندان آنحضرت سے ہوسے تو یہ بات کچھ تعجب کی نہین معلوم ہوتی
کہ تمام ممالک اسلام مین ہر جگہ اولادِ رسول کی کثرت ہی **فصل ۴۳**
اگر ہم فقط اسقدر ذکر پر علیؑ کے اکتفا کرین جو ابتک ہم نے ان اوراق مین
ضمناً کیا ہی تو نہ صرف علیؑ کے سے شخص کے حق مین کوتاہی بلکہ پڑہنے والے
کی توقع کے بھی خلاف ہوتا لہذا اتنی اور خصوصیات مذکور ذیل اونکے
بیان کرکے اس رسالہ کو ہم ختم کرتے ہین **فصل ۴۴** - کہتے ہین کہ علی ہر
ڈیل ڈول مین وہ میانہ قد مگر قوی تھے اور خالق نے اونکو بے اندازہ سکت
بازو مین مرحمت فرمائی تھی - ڈاڑہی سیاہ اور گھنی تھی اور چہرہ اونکا
گلرنگ اور زیرکی اور نیکی کی شعاع دیتا ہوا تہا - اور اسپر اعتماد کرکے
ٹھیک پتا اونکے مزاج کا لگ جاسکتا تھا شجاعت اور فصاحت دونون
مین برابر مشہور تھے درحالیکہ لقب اسد اللہ کا اونکی جرات اور نام
آوری پر شاہد ہی اسکی ایک نظیر بہت سی نظیرون مین سے کہ جو محاصرہ
قلعہ خیبر ۶۲۸ عیسوی مین مشاہدہ ہوئے - جب ابوبکر اور عمر دو دفعہ
علم لیکر پسپا ہو چکے اور دونون دفعہ ہٹا دیے جا چکے تو آنحضرت نے
کہا کہ کل علم ایک بہادر سپاہی کے ہاتھ حوالہ کرونگا کہ جو دوست خدا کا اور

رسول حبیب خدا کا ہو۔ دوسرے دن جب یہ علم علی کے سپرد ہوا تو وہ دشمن
کے طرف جھپٹے اور مظفر و منصور واپس آئے حکایت اونکی اس کارنمایان کی
اور قصے اونکے اور وقایع عظیم کے اکثر عربی اور فارسی شاعرونکی نظمون
مین ہوا کرتے ہین اور عام مجمعون مین پڑہے جاتے ہین جہان ہجوم مشتاق
سامعین کا ہوتا ہی۔ اور سنکے از حد محظوظ ہوتے ہین چنانچہ جس صورت سے
وہ قلعہ خیبر کے سامنے تہے اوس کے بیان مین ایک شاعر یون کہتا ہی کہ
ڈہال جو اوس بہادر کے بازو پر تہی وہ ایک ٹکڑا ابر کا قریب آفتاب کے
تہا اور پہر کہتا ہی کہ ڈہال کے نیچے سے علی نے جو ذوالفقار یعنے وہ مشہور
تلوار جسکو خدا نے اونکے لئے بہیجی تہی کہینچی تو ایسی چمکی جیسے بجلی کالی گہٹا سے
کہ قریب آفتاب کے ہو اور جس طرح کہ تیز تر ناخون کو کسی شانہ ذرہ سے
کی جدا کرتا ہی اوسیطرح علی کا تیغہ سرون پر بخت کافرون کے کرتا تہا

فصل ۳۵۔ علی ہنر ہاے جنگ مین کمال رکہتے تہے مگر اون کو
علم سیاست مین بالکل واقفیت نہ تہی۔ معاویہ نے اپنی اور
علی کے لڑائی کے ذکر مین کہا کہ دو چیزون سے مجکو موقع ملا کہ میرے
حریف کے مزاج مین اخفا نہ تہا۔ اور میری بات کا پتا بہت کم لگ سکتا تہا

تھا۔ علی کے اپنے سپاہی تھے اور میرے سپاہی اشارہ پر کام کرتے
تھے فصل ۴۶ پس اگر علی بلحاظ اپنی حیات اور بہادری اور عقلمندی
کے دیکھے جاوین تو جتنے لوگ عربستان مین سلف سے پیدا ہوئے اون
سب مین بڑھ کے معلوم ہون گے۔ تمام مسلمان مورخ اونکے جسمانی اور
اخلاقی اوصاف کا بیان نہایت جوش کے الفاظ سے کرتے ہین۔ ابوالفدا
یون کہتا ہی۔ علی مین ہم پاتے ہین نظیر ایک دلیر اور لائق رئیس کے ایک
رئیس جس سے بہتر تمام اہل اسلام مین پایا جاتا نہین ہی۔ اور جو انصافاً
مقابل بادشاہ حکیم مارقوس انطونیوس کے رکھا جا سکتا ہی مگر وہ تباہ
ہوے روزگار مخالف سے اور دشمنی سے ایک حریص عورت کے (عائشہ)
باعانت دروغ حلفی اور دست قاتل کے فصل ۴۷ لیکن علی اہل علم
کے سلسلہ مین سے ممتاز مرتبہ رکھتے تھے کہ انہون نے تحصیل علم مین
ایسی کوشش و توجہ کی تھی جو اونکے زمانہ اور ملک مین رسم نہ تھے
بہت سے مجموعے اونکے جملون کے اور مثلون کے اور قصیدون کے
بعد اونکے باقی ہین۔ تھوڑی تھوڑی ان جملون سے شہر لیڈن مین گولیئس نے
سنہ ۱۶۲۹ع مین اور لسٹ نے سنہ ۱۷۴۶ع مین اخیر مین قصیدہ اُن زبیر کے

چھاپے - واشر نے گولن کے چھاپے ہوے جملونکو فرانسیسی مین ترجمہ کر کے سنہ ۱۶۶۰ع
مین چھاپا - اکلی نے اپنی کتاب مسمی بہ تاریخ عرب کے تیسری طبع مین علی کے
ایک سو انہتر جملون کا انگریزی ترجمہ لکھا ہی اور نسمت نے اپنی عربی صرف ونحو کے
کتاب مین لکھا ہی کہ تو خرنک نے اونکی ایک سو مثالین چھاپی ہین - سب کے
پہلے گواڈ گیو نے انکے قصاید کو مع لاطینی ترجمہ کے روم قدیم سنہ ۱۶۴۲ع
مین چھاپا مگر اوس ہی کو کیپر نے صحیح کر کے شہر لیڈن سنہ ۱۷۴۵ع مین اٹھ ورقی
تختی پر چھاپا - اس مجموعہ مین چھ چھوٹے قصیدہ ہین پہلے قصیدہ کو اون سے
گولن نے لوسیوس کے نحو وصرف کی کتاب مطبوعہ لیڈن سنہ ۱۶۱۶ع کے
آخر مین اور دوسری اور تیسری اور چوتھی کو اکانو نے اپنی عربی نحو وصرف کے
کتاب مطبوعہ روم سنہ ۱۶۱۰ع مین طبع کیا ہی - ایک رسالہ علم ردسحر کے

ل مذکور ذیل بطور نمونہ کے اقوال علی کے ہین - علم امیر کی زینت اور فقیر کی دولت ہی - سچ بولنا
جس مطلب سے خدا نے گویائی دے اوس مطلب کے موافق کرتا ہی - کمال تین چیزین ہین - صبر مصیبت
پر - اعتدال اپنے اشغال مین - لطف تعلق پر - دین ایک درخت ہی جڑ جسکی ایمان ہی - اور خوف خدا
اوسکے شاخین ہین - اور حیا پہل ہی - سستی دنیا کے سستی ہی - حشمت اس کے ذلت ہی - بلندی
اسکے پستی ہی - مکار کے زبان شیرین ہوتی ہی - مگر دل کڑوا ہوتا ہے - حماقت لاعلاج مرض ہے -
وہ شخص دنیا مین سب سے زیادہ منصف ہی جو خود اپنے اوپر فتوی دے نہ اسکے کہ اور لوگ اوسپر فتوی دین
حرص باعث شرو بدی ہے - جو مناقشے ہوتے ہین اور اس سبب مفاسد برپا ہوتے ہین وہ مفاسد جس عصر مین اور جس اقلیم
مین ہون اوسی مین اکثر محدود رہتے ہین - اور اعتقادات حقہ اور اقالیم دیگر مین شایع نہین ہونے پاتے ہین - مگر وہ
مفاسد جو اختلاف مذہبی یا جو نہایت با اصلاح تدبیر عداوت ہی یعنے عناد دینی اوس سے ہوا ہون - چنانچہ حال

بیان مین مصنف علی سناہے کہ اصلی شاہی کتب خانہ مین قسطنطنیہ کے موجود ہے — اسے ناظرین علی ایسے تھے — راحت ابدی کے آغوش مین

وہ ہمیشہ آرام کیا کرین فقط

خاتمۃ الطبع

حمد بیحد او سس خدا ے پاک کو		نور ایمان جسنے بخشا خاک کو

رسالہ موسوم باسم تاریخی جبر و ظاہر الحق جسکو رسالہ خلافت مسٹر جان ڈونپورٹ سے حسب الحکم عالیجناب معلی القاب حضور شاہزادہ عالم و عالمیان میرزا جہاں قدر بہادر دام اقبالہ کے جناب مولوی محمد حسین رضا خلف الصدق جناب مولوی ہزیر علی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے بزبان اردو بامحاورہ اسنہ ہجری مین حلیہ ترجمہ سے آراستہ فرمایا اور سنہ ع شہر عظیم آباد پٹنہ مین چھپا تھا اب مکرر باجازت شاہزادہ ممدوح الشان بلیغ حسن اہتمام سے طبع ہوکر دل پسند خاص و عام ہوا ہے

در سنہ ہجری نبوی

بخط خادم سید محمد ابن سید سلطان
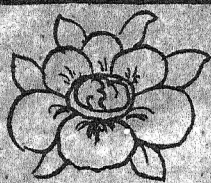
اعلان
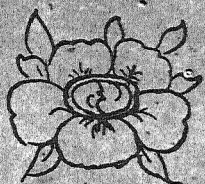
بعون اللہ تعالے وحسن توفیقاتہ کہ اس زمان میمنت قران مین حسب
اجازت امیر صاحب کرم رئیس اعظم حروف نگین خاتم بلندی مسند نشین
محفل اقبالمندی معتدل فرمائے امزجہ سخندانی وسخنوری مہر سپہر کامرانی
متکی بالش اعزاز وتفاخر یعنی شاہزادہ صاحب عالم مرزا جہانقدر بہادر دام ظلہ
زاد اقبالہ واجلالہ نے کتاب جزو مظاہر الحق کو واسطے استلذاذ خواص
انام واحتظاظ کافہ عوام کے مشتہر وشایع فرمایا وحق تالیف اسکا راقم کو
بحق کرایا لہذا احتیاطاً وضرورتاً خدمت مین جمیع اہالیان مطبع جوانب واطراف
وتاجران کتب امصار واکناف کے بکمال تاکید اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی
صاحب مطبع بنا حصول منفعت بدون اجازت قصد طبع کتاب ہذا نفرماوین ورنہ
خیال منفعت مضرت سے متبدل ہوگا

راقم آثم
بندہ سید عابد علی عفی عنہ